بسم اللہ الرحمن الرحیم

REGD. No. L. 5254

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

فی پرچہ

جلد ۴۹/۱۴ | یکم امان ۱۳۳۹ ہش | یکم مارچ سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۲۹ فروری بوقت ۱/۲ ۱۰ بجے دن

پرسوں دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ کل رات نیند ٹھیک آ گئی۔ کل دن بھر حضور بہت بے چین رہے۔ جس کا باعث محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی اچانک وفات کا صدمہ تھا۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اسلام کا ایک بہادر مجاہد ہم سے جدا ہو گیا

چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی المناک وفات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

آج (مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۰ء) صبح ۱/۲ ۷ بجے کے قریب حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل شام مغرب کی نماز کے بعد انہیں اچانک دل کا دورہ ہوا۔ اور آج صبح وہ اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔ چوہدری صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ابن صحابی تھے اور ان کے داماد چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم بھی گویا پیدائشی لحاظ سے صحابی تھے۔ اس طرح چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے گویا اوپر اور نیچے ہر دو جانب سے برکت کا ورثہ پایا تھا۔ چوہدری صاحب مرحوم کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ وہ جماعت کی طرف سے پہلے مبلغ کے طور پر انگلستان میں تبلیغ اسلام کے لئے بھجوائے گئے۔ اور نہ صرف ایک دفعہ بھجوائے گئے بلکہ انہیں متعدد مرتبہ تبلیغ کی غرض سے باہر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں دراصل تبلیغ کا غیر معمولی عشق تھا۔ اور انہیں خدا نے تبلیغ کا ملکہ بھی ایسا عطا کیا تھا کہ بہت جلد اپنی گفتگو سے دوسرے کا دل صداقت کے حق میں جیت لیتے تھے اور زمیندار دلوں پر تو گویا ان کا جادو چلتا تھا۔ ملکانہ کے علاقہ میں بھی وہ سالہا سال جماعت کی تبلیغی مہم کے نگران اور قائد رہے۔ اور انہوں نے ایک بہت لمبے عرصہ تک مرکزی ناظر دعوۃ و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے فرائض بھی بڑی کامیابی کے ساتھ ادا کئے اور مقامی تبلیغ کے تو وہ گویا ہیرو تھے۔ جن کے ہاتھ پر بے شمار لوگوں نے صداقت کو قبول کیا۔

چوہدری صاحب بڑے سادہ مزاج اور بہت بے تکلف طبیعت کے بزرگ تھے اور گو وہ کام کی تفصیلات کو بعض اوقات بھول جاتے تھے۔ مگر اصولی امور میں وہ حقیقۃً غیر معمولی ذہانت کے مالک تھے۔ اور ان امور میں ان کی نظر بعض اوقات اتنی گہری جاتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی کہ ایسی سادہ طبیعت کا انسان اصولی امور میں اتنا ذہین اور اتنا دوررس ہے۔ چوہدری صاحب کو ملکی تقسیم کے ایام میں ہندو ریاست کا شکار بن کر قید بھی ہونا پڑا۔ مگر اس قید کا زمانہ بھی انہوں نے کمال صبر اور بشاشت سے برداشت کیا۔ بلکہ جیل خانہ میں بھی کئی لوگوں کو (جن میں بعض کافی مخالف تھے) اپنی مخلصانہ تبلیغ سے رام کر لیا۔

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چوہدری صاحب بالکل نوعمر بچہ طالب علم تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انہیں ذاتی تعارف کا شرف حاصل تھا۔ اور حضور ان کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ کسی سفر میں مصاحبت کا سوال تھا تو ساتھ جانے والوں کی فہرست بنانے کو حضرت مسیح موعود نے خود کہا کہ چوہدری صاحب کا نام لکھیں بلکہ نام لکھنے والوں سے کہا کہ شاید آپ لوگوں نے فتح محمد کا نام اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ تو بہرحال پہنچ ہی جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ بھی چوہدری صاحب کا بچپن کا ساتھ تھا۔ چنانچہ رسالہ تشحیذ الاذہان کے اجراء میں اور پھر مجلس انصار اللہ کے قیام میں وہ شروع سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے۔ وہ دراصل حضور کے ذاتی دوستوں میں سے تھے۔ اور حضور کے ساتھ بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو ان کا جسمانی رشتہ بھی تھا۔ یعنی زوجہ اول کے بطن سے حضور کی صاحبزادی (زہرہ بیگم مرحومہ) جو میری رضاعی بہن تھیں چوہدری صاحب کے عقد میں آئیں اور چوہدری صاحب کی زیادہ اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔ اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ساتھ بھی چوہدری صاحب کا رشتہ قائم ہو گیا۔ کیونکہ حضور کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ امۃ الجمیل بیگم چوہدری صاحب کے فرزند عزیز ناصر محمد سیال واقف زندگی کے ساتھ بیاہی گئی۔

چوہدری صاحب مرحوم ایک بڑے مجاہد اور نڈر اور بہادر مبلغ ہونے کے علاوہ تہجد گزار اور نوافل کے پابند اور دعاؤں میں بہت شغف رکھنے والے بزرگ تھے اور صاحب کشف و رؤیا بھی تھے۔ میں جن دوستوں اور بزرگوں کو عموماً دعا کے لئے لکھا کرتا تھا ان میں چوہدری صاحب مرحوم کا نام بھی شامل تھا۔ مجھے اس مخلص اور بے ریا اور وفادار بھائی کی وفات کا بڑا صدمہ ہے گو

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور جماعت کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ اور ان کی اولاد اور بیوی اور دیگر لواحقین کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۲۸/۲/۶۰ بروز اتوار

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی نعش مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دی گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۲۸ فروری۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش آج بعد نماز عصر مقبرہ بہشتی میں صحابہ کرام کے قطعہ خاص کے اندر سپرد خاک کر دی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱/۲ ۴ بجے سہ پہر کے بعد دار الضیافت کے سامنے گھاس کے میدان میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں صحابہ کرام، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلاء صاحبان، دفاتر کے کارکنان اور دیگر مقامی احباب ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جایا گیا۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے نہ صرف دور تک جنازے کو کندھا دیا۔ بلکہ جنازے کے ہمراہ مقبرہ بہشتی بھی تشریف لے گئے۔ اور وہاں قبر کے تیار ہونے پر دعا کرائی۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور بزرگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصف صدی تک دین اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ایسی

(باقی دیکھیں ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ یکم مارچ

اندازِ تحقیق

(سلسلہ کے لئے ۲۷ فروری کا الفضل ملاحظہ کیجئے)

(۲)

ہم نے الفضل کی پرسوں کی اشاعت میں مولانا سید ابوالحسن صاحب معتمد دارالعلوم ندوہ رکن عربی اکادمی دمشق کی تصنیف "قادیانیت" میں مندرجہ ایک حوالہ پیش کر کے ثابت کیا تھا کہ مولانا موصوف کا کم از کم یہ دعوےٰ غلط ہے کہ انہوں نے پروفیسر الیاس برنی کے حوالوں پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ حوالوں کا براہ راست اور بطور خود مطالعہ کیا ہے۔ ورنہ اگر وہ حوالہ مذکورہ بالا کو خود نکال کر دیکھتے تو وہ اس سے ہرگز وہ نتیجہ نہ نکالتے۔ سوا اس کے کہ آپ دیدہ دانستہ غلط بیانی کرنے پر آمادہ ہوتے۔ کیونکہ جو بیان اخبار "امان افغان" کا الفضل میں درج کیا گیا ہے وہ ہرگز فخریہ درج نہیں کیا گیا۔ بلکہ الفضل نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اس بیان کو ناقابل اعتبار بیان کیا ہے اور کھلے الفاظ میں اس کی تغلیط اور تردید کی ہے۔ جس کو ہم پرسوں والے اداریہ میں لفظ بلفظ نقل کر چکے ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی نے اپنی کتاب کے اسی صفحہ پر الفضل ۱۸ اگست ۱۹۲۵ء کے دو حوالے پیش کئے ہیں یہ دونوں حوالے الفضل ۱۸ اگست ۱۹۲۵ء کے پرچہ میں موجود نہیں ہیں۔ اس سے ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے پروفیسر الیاس برنی صاحب کے منقولات اور اقتباسات پر اکتفا نہیں کیا اور مرزا صاحب اور "قادیانی" جماعت کی تصنیفات کا براہ راست اور بطور خود مطالعہ کیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو وہ کبھی یہ حوالے درج نہ کرتے اور ان کو اپنے استدلال کی بنیاد نہ بناتے۔

مولانا نے یہ حوالے اور پہلا حوالہ جس کا ہم نے پرسوں کے اداریہ میں ذکر کیا ہے اس غرض کے لئے پیش کئے ہیں کہ وہ عالم اسلام کو یہ تصور دلانا چاہتے ہیں کہ احمدی شہداء نے مذہب کے لئے نہیں بلکہ محض انگریزوں کی وفاداری کے لئے اپنی جانیں دیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"افغانستان میں عبداللطیف قادیانیت کا ایک پر جوش داعی تھا جو جہاد کی برملا تردید کرتا تھا۔ وہ افغان قوم کے اس جذبہ جہاد کو فنا کرنے کے درپے تھا جس نے کبھی اس ملک میں کسی غیر مسلم فاتح یا حکمران کے قدم جمنے نہیں دئے اور جو انگریزی حکومت کو ہمیشہ پریشان کرتا رہا۔ اسی بناء پر حکومت افغانستان نے اس کو قتل کر دیا۔"

(قادیانیت صفحہ ۱۳۶)

اگر مولانا نے ان شہداء کے حالات اصل ذرائع سے مطالعہ کئے ہوتے اور کم از کم حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف کی شہادت کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کی ہوتی اور پروفیسر الیاس برنی صاحب کی منقولات اور اقتباسات پر اکتفا نہ کیا ہوتا تو کم سے کم صاحبزادہ سید عبداللطیف کے متعلق ایسے غلط انداز سے وہ نہ لکھتے جو انہوں نے لکھا ہے۔ اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سراسر الیاس برنی صاحب کے حوالوں پر ہی اکتفا کیا ہے اور اصل واقعات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ آپ کے ان الفاظ سے یہ ثابت ہوتا کہ آپ دیدہ دانستہ عالم اسلام میں جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمی پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ مولانا نے "حرف گفتنی" میں واضح کیا ہے۔ آپ نے یہ کتاب اول اول "عربی زبان" میں تصنیف فرمائی تھی جس کی وجہ آپ نے یہ بیان کی ہے کہ ۱۹۵۸ء میں لاہور میں جو اسلامک کلوکیم منعقد ہوا تھا۔ اس میں شامل ہونے والے مصر و شام و عراق کے علماء نے پاکستان کی مشہور مذہبی تحریک "قادیانیت" کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ جس اشتیاق کی تسکین کے لئے آپ نے "القادیانی والقادیانیۃ" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ اب اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

الغرض مولانا نے "عالم اسلام" کو جس کا اکثر حصہ عربی زبان بولتا ہے احمدیت کے عقاید سے متعارف کرانے کے لئے اتنی محنت کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

موضوع افتاد طبع اعداس وقت تک کی ذہنی تربیت کے خلاف تھا۔ مصنف کا ذوق اس وقت تک قادیانی لٹریچر اور خود مرزا صاحب کی تصنیفات کے مختصر سے مختصر حصہ کے مطالعہ کے لئے بھی کبھی آمادہ نہیں ہو سکا تھا۔ اور وہ اس کوچہ سے یکسر نابلد تھا۔ لیکن اس تحریک نے (جس کی تکمیل عین سعادت تھی) اس موضوع کی طرف پوری طرح متوجہ ہونے کی تقریب پیدا کر دی۔ چند ہی دن میں قیام گاہ کا ایک کمرہ قادیانی لٹریچر کا کتاب خانہ اور دارالتصنیف بن گیا اور پوری یکسوئی اور انہماک کے ساتھ یہ کام شروع ہوا۔ ایک مہینہ اس علمی و تصنیفی اعتکاف میں اس طرح گذرا کہ گویا دنیا کی خبر نہ تھی اور سوائے اس موضوع کے کوئی دوسرا موضوعِ فکر نہ تھا۔" (صفحہ ۱۲)

مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی نے اتنی محنت اٹھائی مگر افسوس ہے کہ حوالوں کی وہی حالت رہی۔ جیسا کہ ہم نے اوپر مثالیں دی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس موضوع میں مہینہ بھر یہی سوچتے رہے ہیں کہ "احمدیت" کو ایسی شکل میں پیش کیا کس طرح جائے کہ عالم اسلام اسکو صحیح طور پر سمجھنے کی طرف متوجہ ہونے کے ناقابل ہو جائے۔ چونکہ اول اول یہ کتاب عربی میں اسی لئے لکھی گئی تھی کہ عالم اسلام کو احمدی عقائد سے آشنا کیا جائے۔ مولانا نے نہایت چابکدستی سے شہداء کابل کی شہادتوں کی وجہ انگریز پرستی کو بیان فرمایا ہے اور مذہبی اصول "قتل مرتد" سے عمداً گریز کیا ہے۔ کیونکہ اس طرح انہیں ڈر تھا کہ مصر، شام و عراق کے علماء ان کی شاید داد نہ دے سکیں گے لیکن چونکہ اسلامی ممالک میں انگریزوں کے خلاف ایک تنفر پایا جاتا ہے۔ اسلئے "احمدیت" کو اس تنفر کی زد میں لانا زیادہ مفید ثابت ہوگا۔

ہم مولانا سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء اور رکن عربی اکادمی دمشق کا اندازِ تحقیق یہی ہونا چاہیئے مولانا کو یہ ایک بہت بڑا موقع حاصل ہوا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ جیسی واحد اسلامی فعال جماعت کے متعلق صحیح معلومات حاصل کر سکتے۔ ان کی شان کے یہی شایان تھا کہ وہ ایک پہلے درجہ کے معاند احمدیت پروفیسر الیاس برنی کی کتاب کو ہاتھ نہ لگاتے اور واقعی براہ راست اور بطور خود احمدیت کا "مطالعہ" کرتے اور پھر جائزہ لگاتے مولانا نے الفضل ۱۹۲۵ء کے حوالے جو دئے ہیں ان کو اگر خود الفضل کی فائل سے تلاش کرتے تو یقیناً ان کو انگریزوں کے متعلق جماعت احمدیہ کے صحیح موقف کا علم ہو جاتا ہم یہاں الفضل ۱۹۲۵ء کے فائل سے ہی ایک حوالہ درج کرتے ہیں تاکہ مولانا کو معلوم ہو جائے کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کے ستیارتھ پرکاشی انداز نے ان کو کس قدر دھوکا دیا ہے۔ یا وہ ضرور ان کو معلوم ہوگا کہ خود مولانا نے ہی احمدیت کے متعلق دیدہ دانستہ عالم اسلام میں غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ فہو ہذا

"یہ ہم کہیں گے کہ عیسائیوں کی حکومت اور ان کے ملک میں ہمارے لئے نہایت امن اور انصاف ہے مگر افغان گورنمنٹ میں ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی ہوتی ہے لیکن جب مذہب کا سوال آئے گا تو میں امیر امان اللہ خان کو کروڑوں درجے کنگ جارج سے بڑھ کر سمجھوں گا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں انہیں خدا کا سچا رسول مانتے ہیں۔ جو کہ ہمیں تمام چیزوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں لیکن کنگ جارج آپ کی صداقت کے قائل نہیں۔ تو مذہباً امیر امان اللہ خان صاحب کو میں کنگ جارج سے زیادہ معزز سمجھتا ہوں باوجود اس کے کہ امیر امان اللہ خاں کی حکومت میں ہمارے آدمیوں پر سخت ظلم ہوئے لیکن مذہباً کنگ جارج سے ان کی عزت میرے دل میں بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ جس کی غلامی کا مجھے فخر حاصل اور جسے یہ مولوی لوگ کافر کذاب اور دجال کہتے ہیں۔ اس سے میں نے یہی سیکھا ہے اور یہی اس نے تعلیم دی ہے اور میرا یہ حوصلہ اسی کی بدولت ہے . . .

. . . .

کہ باوجود حکومت کابل سے اس قدر دکھ اٹھانے کے امیر امان اللہ خاں کی اس قدر محبت اور عزت میرے دل میں ہے۔ کیونکہ خواہ انکی حکومت میں ہم سے کیسا ہی برا سلوک کیا گیا اور ہمیں کتنے ہی دکھ دئے گئے مگر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں دیکھو میرے دل میں اس شخص کی بہت قدر ہے جسے یہ مولوی صاحبان نعوذ باللہ کافر دجال اور کذاب مانتے ہیں۔ یہ حوصلہ ہے کہ میں اس شخص کو جو ہم سے بڑے سے بڑا سلوک کرتا اور ہر قسم کا ظلم ہم پر روا رکھتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہے ان کی نسبت جن کی حکومت میں ہمیں امن و امان حاصل ہے اور ہم آزادی سے تبلیغ اسلام کر سکتے ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے اچھا سمجھتا ہوں۔ لیکن ان مولویوں کے دلوں میں جو اپنے آپ کو رسول اللہ کے تمغہ کا وارث اور جانشین قرار

(باقی صفحہ ۷ پر)

احمدی مردوں اور عورتوں کیلئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیمتی اور زریں نصائح

تقریر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس بر موقعہ جلسہ سالانہ

(۵)

عیسائیوں کے لئے دعا

اسی طرح اسلام کے اشد ترین دشمن دجال یعنی عیسائیوں کے لئے جن کے فتنہ کے استیصال کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا آپ ان دردبھرے الفاظ میں دعا کرتے ہیں :۔

"اے ہمارے پیارے خدا ان (عیسائیوں) کو مخلوق پرستی کے اثر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لئے تیرے تمام نبیوں نے کئے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے ان کو سیراب کر۔ کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے۔ کسی انسان کے خون میں نجات نہیں۔

اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے۔ اب ان پر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھول دے۔ اے قادر رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش۔ اور صلیب اور خون مسیح کے خیالات سے ان کو بچا لے۔ اے قادر کریم خدا ان کے لئے میری دعا سن اور آسمان سے ان کے دلوں پر ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں۔ کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی چھوڑ دیں گے اور تیری آواز سنیں گے۔ پر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو نوح کے دنوں کی طرح ان کو ہلاک مت کر آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ ان پر رحم کر۔ اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ ہر ایک فضل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تو نے اپنی وحی سے مجھے وعدے دیئے ہیں ان وعدوں کو تو ضرور پورا کرے گا۔ کیونکہ تو ہمارا خدا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے؟ بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں۔ سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بے خبر ہیں اے قادر کریم میری دعا سن لے کہ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ آمین ثم آمین۔" (ڈوئی کے نام دوسرا خط منقول از مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۱-۱۲۲)

یہ شفقت و رحمت میں ڈوبی ہوئی دعا آپ کی قلبی کیفیت کی آئینہ دار ہے۔ سبحان اللہ! وہ کیسا ہی پاک اور نورانی دل تھا جو اپنے دشمنوں کے لئے بھی ہمدردی کے بے پایاں جذبات رکھتا تھا۔

دوستاں را کجا کنی محروم
اے کہ با دشمناں نظر داری

پس اے درخت وجود مسیح موعودؑ کی سرسبز شاخو اور گلستان احمد کے نغمہ سنجو! اس فرض کی ادائیگی کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگایا ہے بنی نوع سے نرمی اور خلق اور ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ اور اپنے مخالفوں کی ہدایت کے لئے درد دل سے دعائیں کرو تا اللہ تعالیٰ انہیں بھی اس روحانی نعمت سے جو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں بخشی ہے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کامیابی کی بشارت

سنو! خدا کا مسیح تمہیں وصیت کے طور پر نصیحت کرتا ہے کہ:۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں۔ اور خدا سے خاص انعام پائیں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے؟ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(الوصیت صفحہ ۹)

اور آئندہ کے متعلق پیشگوئی فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا ...... رمضان دعاؤں کا مہینہ ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے۔ اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ کہ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے"

(فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۱۲۹ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۲۵)

وقوتیں بھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنے سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۲-۲۳)

اور فرماتے ہیں :-

"اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا۔ جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آ جائیں گی۔"

(تذکرہ صفحہ ۲۹۹)

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا پر جو آپ نے اپنی جماعت کے حق میں کی ہے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہ کرام کے انعامات سے بہرہ ور کرے ان میں وہ صدق و وفا وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہ میں تھی یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ متقی ہوں۔ کیونکہ خدا کی محبت متقی کے ساتھ ہوتی ہے ان اللّٰہ مع المتقین۔"

(الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۰ء)

مجلس انصار اللہ کراچی کے دوسرے سالانہ اجتماع کی مختصر روئداد

اجتماعی دعائیں اور عبادتیں۔ بزرگانِ سلسلہ کے پیغامات اور تقاریر۔ درس القرآن۔ دینی معلومات کے مقابلے اور ورزشی کھیلیں

مجلس انصار اللہ کراچی کا دوسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۰ء کو دار الصدر کراچی میں شروع ہوا۔ انصار ۱۹ فروری کی شب سے ہی مقام اجتماع میں پہنچ چکے تھے نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نے درس قرآن مجید دیا۔ اور اس کے بعد مولوی عبد الحمید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا۔

ناشتہ کے وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد زعیم اعلیٰ صاحب نے احباب سے عہد نامہ دہروایا۔ اس کے بعد افتتاحی دعا ہوئی جو امیر صاحب نے کرائی۔ بعد ازاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ریکارڈ کی ہوئی جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء کی تقریر سنی گئی۔ جو سیر روحانی کے سلسلے کی تقریر تھی اور جس میں حضور نے نوبت خانوں کا ذکر فرمایا تھا۔

اس کے بعد اجلاس کی کارروائی ختم ہو گئی اور ورزشی مقابلہ جات شروع ہو گئے۔ ورزشی مقابلہ جات میں گولہ پھینکنا۔ رینگ ریس اور دور شاہلہ دماغ کا مقابلہ شامل تھا۔ یہ مقابلہ خاصہ دلچسپ رہا۔

دوسرا اجلاس ساڑھے گیارہ بجے زیر صدارت جناب پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ریکارڈ کیا ہوا انصار اللہ کے نام پیغام سنایا گیا۔ اس کے بعد حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے ریکارڈ کئے ہوئے پیغامات احباب کو سنائے گئے۔ بعد ازاں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز میں ذکر حبیب پر تقریر فرمائی۔ بعد ازاں ڈاکٹر کرم مظہر الحق صاحب کی حفظان صحت کے موضوع پر بڑی مفید اور پُر از معلومات تقریر ہوئی۔ بعد ازاں دوسرا اجلاس برخاست ہوا تا احباب کھانا کھائیں اور نماز ظہر و عصر ادا کر سکیں۔

تیسرا اجلاس پونے تین بجے کے قریب جناب شیخ عبد الحی صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس کی ظہور مصلح موعود پر ریکارڈ کی ہوئی تقریر سنائی گئی۔ بعد ازاں مکرم میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے انصار اللہ کی ذمہ داریوں پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا ایک پروگرام ہوا۔ مولانا ابو العطاء صاحب۔ بابو اللہ داد صاحب۔ چوہدری احمد مختار صاحب اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے اور احباب سے کہا گیا کہ وہ دینی سوالات پوچھیں۔ احباب نے سوال پوچھے جن کے جواب مولانا ابو العطاء صاحب نے دئیے۔ یہ پروگرام بڑا دلچسپ رہا اور کئی مسائل پر بہت اچھی روشنی ڈالی گئی۔ بعد ازاں چائے اور ورزشی مقابلہ جات کے لئے وقفہ ہوا۔ ورزشی مقابلہ جات میں میوزیکل چیئرز۔ رسہ کشی اور پیغام رسانی کے مقابلے ہوئے۔ اس کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائی گئیں۔ نمازوں کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔

جلسہ مصلح موعود

اس موقعہ پر دار الصدر کی کوٹھی پر چراغاں کیا گیا۔ احباب بہت بڑی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ مکرم بابو اللہ داد صاحب کی صدارت میں جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم حاجی عبد الکریم صاحب نے کی اور اس کے بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی کی ریکارڈ کی ہوئی نظم سنائی گئی۔ بعد ازاں مولوی عبد الباسط صاحب مربی سلسلہ نے پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا پس منظر کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے بتایا کہ وہ کیا حالات تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نشان مانگا اور کس طرح حضور ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اور پھر اسلام کی صداقت کے اس عظیم الشان نشان کو حضور نے کس طرح پیش فرمایا۔

مولوی عبد الباسط صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی ریکارڈ کی ہوئی تقریر ظہور مصلح موعود کے موضوع پر سنائی گئی۔ اس تقریر میں مکرم شمس صاحب نے مصلح موعود کی پیشگوئی۔ مصلح موعود کی علامات اور کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

مکرم شمس صاحب کی تقریر کے بعد نسیم احمد صاحب نے درثمین سے نظم سنائی۔ بعد ازاں مولانا عبد المالک خانصاحب مربی سلسلہ نے مصلح موعود کے متعلق گذشتہ پیشگوئیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ایک لمبی مدت سے انبیاء و دیگر بزرگان ملت آخری زمانے میں آنے والے موعود کے ایک خاص بیٹے کی پیشگوئی کرتے آئے ہیں۔ مولانا عبد المالک خانصاحب نے اس سلسلے میں سورۃ مریم کی ابتدائی آیات کی تشریح کرتے ہوئے حضرت زکریا کو دی جانے والی بشارت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں مشترک امور کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح ان دونوں پیشگوئیوں کے کئی الفاظ بھی ملتے جلتے ہیں مولانا صاحب نے تورات طالمود اور دوسرے نوشتوں کے علاوہ حضرت نعمت اللہ صاحب ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی کا ذکر کیا۔ مولانا عبد المالک خانصاحب کی تقریر کے بعد مولانا ابو العطاء صاحب نے جو خاص طور پر انصار اللہ کے اجتماع کے لئے کراچی تشریف لائے تھے مصلح موعود کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

جلسے کے اختتام پر سیکرٹری صاحب اصلاح وارشاد جماعت کراچی نے شکریہ ادا کیا اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اجتماع کا دوسرا دن

مجلس انصار اللہ کراچی کے سالانہ اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد۔ ذکر الٰہی۔ نماز فجر۔ درس قرآن پاک۔ درس حدیث اور درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہوا۔ بعد ازاں محترم چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی کا ریکارڈ کیا ہوا پیغام احباب کو سنایا گیا جس میں چوہدری صاحب مرحوم نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی تحریک کر کے صدقے کی تلقین کی تھی۔ مرحوم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کراچی کی جو قیمتی خدمات کی تھیں اور احباب جماعت کو ان سے جو محبت تھی اس کا اندازہ مرحوم کا پیغام سنتے وقت احباب کی کیفیت سے ہوتا تھا جن پر رقت طاری تھی۔

مرحوم کی ریکارڈ شدہ تقریر کے بعد ناشتہ کے لئے وقفہ ہوا۔ بعد ازاں دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔ انصار اللہ

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

رمضان المبارک کی آمد

(از مکرم عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم علی پور ضلع مظفر گڑھ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مجاہدات روزوں اور دعاؤں کا مہینہ شروع ہو رہا ہے روزوں کی برکات حاصل کرنے کے لئے ہر مومن کے دل میں زبردست تڑپ اور امنگ ہوتی ہے اور انتظار ہوتا ہے کہ کب الٰہی برکتوں اور انتشار انوار کے دن آئیں اور ان سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے میدانوں میں ترقیات کی منازل طے کی جائیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرنے والے ہر دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ وہ ہر قسم کے عوارض اور امراض سے محفوظ رہے تاکہ روزے رکھنے کی سعادت سے محروم نہ رہ جائے جو لوگ بہانوں اور نفسانی کمزوریوں کی بناء روزہ ترک کرتے ہیں اور اپنے نفس پر چند روز کی پابندی عائد کرنا برداشت نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کی اس بہت بڑی نعمت کی قدر نہ کرتے ہوئے ضائع کر دیتے ہیں۔ ان سے بسا اوقات باقی نیکیوں کی بھی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیکی بجالانے کی توفیق بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے "ایاک نعبد و ایاک نستعین" میں ہر وقت نیکیوں کی توفیق پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" کہ ترقیات مجاہدات پر موقوف ہیں اور جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں پر قدم مارتا ہے۔ اور مجاہدات کی بھٹی میں اپنے نفس کو ڈالتا ہے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے اور رحیم و خدا کامیابی اور قرب اور خوشنودی کے تمام دروازے اس کے لئے کھول دیتا ہے روزوں کی اہمیت کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

"روزے کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تصوموا خیر لکم یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اس میں بڑی خیر ہے۔ ایک بار میرے دل آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اسلئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شی خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہے تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے۔ میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دیگا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر بیمار ہو جائے۔ تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اسکے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں گذرے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ اور صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے تب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر بھی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ وجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش لیتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے تکلف کا باب تو بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اسکی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا تعالیٰ اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا تعالیٰ جانتا ہے ۔ ۔ ۔ جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا ہوا ہے۔ اس سے نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہے۔ مگر جو لوگ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو دوسری مشقت میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں۔"

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء)

روزوں کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تنویر قلب ہوتا ہے یعنی دل ایسا منور اور صیقل ہو جاتا ہے کہ اس پر الٰہی بشارات اور مکاشفات کی بارش برسنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے کلام اور الہام کے تمام دروازے وا شگاف ہو جاتے ہیں۔ اور لقاء اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو اسی لحاظ سے نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان کچھ وقت کے لئے اس لحاظ سے خدا تعالیٰ کا مثیل بن جاتا ہے کہ جیسا خدا تعالیٰ بغیر کھائے پیئے اور دیگر ضروریات کے زندہ اور حی و قیوم ہے۔ ویسے ہی انسان بھی خالص اللہ ہو کر کھانا پینا اور جماع وغیرہ چند گھنٹوں کے لئے ترک کر دیتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے "الصوم لی وانا اجزی بہ" کسی نیک کام کی سب سے بڑی جزا یہ ہوتی ہے کہ اسکو اپنی خوشنودی اور رضا کا وارث کیا جائے۔ اور اپنے قرب میں محبت اور پیار کی باتوں سے مشرف کیا جائے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:-

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس قسم کا روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے۔ وہ لطیف مکاشفات ہیں۔ جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش اور دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع و اقسام کے مکاشفات تھے"

(تذکرہ صفحہ ۲۰۵ و کتاب البریہ صفحہ ۱۶۲ - ۱۶۷ الحاشیہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو رمضان المبارک کی تمام برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے اور ان کے اعلیٰ نتائج سے بہرہ مند فرمائے اور اپنی کامل رضا اور خوشنودی عطا فرمائے۔ اللھم آمین۔

درخواست دعا

خاکسار ان دنوں توسیع اشاعت الفضل کے سلسلہ میں دورہ پر ہے۔ خاکسار کا بچہ عزیز قمر احمد بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

خاکسار (خواجہ) خورشید احمد
سیالکوٹی

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ پاکستان

مندرجہ ذیل عہدیداران تا ۳۰ اپریل ۱۹۶۳ء منظور کئے گئے ہیں۔ احباب نوٹ فرمائیں۔

سیالکوٹ چھاؤنی
ملک محمد یوسف صاحب۔ سیکرٹری مال

جوڑہ ضلع لاہور
چوہدری شاہ محمد صاحب سیال۔ پریذیڈنٹ
حبیب اللہ صاحب سیال۔ سیکرٹری مال

گوٹھ چوہدری رحمت علی ضلع نواب شاہ
چوہدری فضل الدین صاحب۔ پریذیڈنٹ
عبدالرشید صاحب خادم۔ سیکرٹری مال

بستی جھول ضلع رحیم یار خان
چوہدری محمد یوسف صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ

بورے والہ ضلع ملتان
مولوی محمد تقی صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ
مستری عبدالعزیز صاحب۔ ” اصلاح و ارشاد

لیہ ضلع مظفر گڑھ
ماسٹر امیر عالم صاحب بی۔ اے۔ سیکرٹری اصلاح و ارشاد

خانپور ضلع رحیم یار خان
چوہدری فضل الدین صاحب سیکرٹری امور عامہ

وہاڑی ضلع ملتان
مولوی حکیم الدین صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد

چک ۲۹۷ ج ب ضلع لائل پور
چوہدری نور الحسن صاحب۔ سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ تعلیم
چوہدری عبدالغنی صاحب } سیکرٹری امور عامہ
} ” زراعت

چک ۵۵ مڑ ضلع شیخوپورہ
چوہدری میاں خان صاحب۔ پریذیڈنٹ
ماسٹر فضل الدین صاحب۔ سیکرٹری مال

چک ۵۶۳ گ ب ضلع لائلپور
چوہدری رحمت اللہ صاحب۔ پریذیڈنٹ
محمد اقبال صاحب۔ سیکرٹری مال

چک ۶۲۲ گ ب ضلع لائل پور
چوہدری علی احمد صاحب۔ پریذیڈنٹ
چوہدری علی احمد صاحب۔ سیکرٹری مال

لودھراں ضلع سیالکوٹ
چوہدری رحمت علی صاحب۔ پریذیڈنٹ

منگلا ڈیم پراجیکٹ ضلع جہلم
چوہدری عبدالقادر صاحب۔ پریذیڈنٹ

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
غلام احمد صاحب۔ پریذیڈنٹ
شمیم حسین صاحب۔ سیکرٹری مال
ماسٹر عنایت اللہ صاحب ” امور عامہ
میاں برکت علی صاحب } ” اصلاح و ارشاد
} و سیکرٹری ضیافت
مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ ” تعلیم۔ زراعت
بابو محمد خان صاحب۔ امین

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

ریلوے میں سٹینو ٹائپسٹس کی ضرورت

تنخواہ ۱۲۵ — ۲۲۵۔ گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ۔ ۱۰ اسامیاں ۱۹۔ لسٹ وائنٹرویو روبرو سیلکشن بورڈ

شرائط۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ مرد و عورتیں سپیڈ شارٹ ہینڈ ۱۰۰ تا ۱۲۰۔ ٹرانسکرپشن ۳۰ تا ۴۰۔

درخواستیں مجوزہ فارم میں (قیمتی یک روپیہ) بمعہ نقول سندات بنام ڈپٹی جنرل مینجر (پرسانل) نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈکوارٹرس آفس ایمپریس روڈ لاہور ۲۶ مارچ تک۔

(پ - ٹ ۲/۲۲)

(ناظر تعلیم)

ہماری دلچسپی

”ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تعلیم پھیل جائے۔“

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کے یہ ایمان پرور الفاظ یقیناً ہر سچے احمدی کے دل کی آواز ہے۔ لیکن اس کی تصدیق آپ کے عمل پر منحصر ہے۔ اب غور فرمائیے کہ اسلام کی تعلیم دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لئے اپنے جس رقم کا وعدہ فرمایا تھا وہ آپ نے تحریک جدید کو ادا فرما دیا ہے؟

(وکیل المال اول تحریک جدید)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

جامعہ نصرت ربوہ میں انٹر کالجیئیٹ مباحثہ

جامعہ نصرت ربوہ میں اردو اور انگریزی انٹر کالجیئیٹ مباحثہ کا انعقاد بالترتیب ۳/۲ اور ۴/۲ بوقت ساڑھے چار بجے شام ہوا۔

مندرجہ ذیل اداروں نے اس میں شمولیت فرمائی۔

منٹگمری کالج برائے خواتین، سرگودھا گرلز کالج لائل پور کالج برائے خواتین۔ لائلپور گورنمنٹ کالج سیالکوٹ کالج برائے خواتین گورنمنٹ کالج لاہور جامعہ نصرت ربوہ۔ جج صاحبان کے فیصلہ کے مطابق لائلپور گرلز کالج نے انگریزی مباحثہ اور منٹگمری کالج نے اردو مباحثہ میں ٹرافی حاصل کی۔

لائلپور گرلز کالج نے انگریزی مباحثہ میں اوّل اور دوّم انعام حاصل کیا۔ اور سوم انعام منٹگمری کی ایک طالبہ نے لیا۔ اور اردو مباحثہ میں پہلا اور تیسرا انعام منٹگمری کی طالبات نے لیا۔ اور دوسرا انعام لائلپور گرلز کالج کی ایک طالبہ کو ملا۔

جامعہ نصرت ربوہ کی طالبات نے صرف پوزیشن کی خاطر اس مباحثہ میں شرکت کی تھی۔ انعام کو حاصل کرنا ان کے پیش نظر نہ تھا۔ چنانچہ انگریزی کے مباحثہ میں جامعہ کی طالبات نے دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اور اردو مباحثہ میں پہلی اور چوتھی پوزیشن حاصل کی۔

اردو اور انگریزی مباحثہ کے موضوعات علی الترتیب حسب ذیل تھے۔

”احساس مروت کو کچل دیتے ہیں۔ آلات“

محترمہ مس چاند خورشید صاحبہ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے دونوں دن منصفی کے فرائض سرانجام دیئے۔ جن کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ جن اداروں نے اپنی شمولیت سے اس پروگرام کو دلچسپ اور کامیاب بنایا۔ ادارہ جامعہ نصرت انتہائی ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

(امۃ القدوس سیکرٹری کالج یونین)

۱۔ داخلہ ورنیکلر کلاس کورس

پنجاب ایگریکلچر کالج لائلپور میں یکم اپریل سے کلاس لگے گی۔ عرصہ ٹریننگ یک سال

شرائط۔ میٹرک۔ فیس ۱/- ماہوار۔ درخواستیں مجوزہ فارم میں بنام پرنسپل ۱۵ اپریل تک

(پ - ٹ ۲/۲۴)

۲۔ داخلہ ویلج ایڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پشاور

عرصہ ٹریننگ یک سال، وظیفہ دوران ٹریننگ ۷۵/- ماہوار۔ بعد ٹریننگ بطور ویلج ایڈ ورکر پشاور ڈویژن تنخواہ ۷۵ — ۶ — ۱۰۵ — ۷ — ۱۷۵۔ علاوہ الاؤنس۔

شرائط۔ دیہاتی باشندہ اضلاع ہزارہ۔ مردان۔ کیمبل پور۔ میانوالی۔ وقبائلی علاقہ۔ میٹرک (لڑکا) مڈل (لڑکی) یکم اپریل کو عمر ۲۰ تا ۳۵

درخواستیں مجوزہ فارم میں بنام پرنسپل ویلج ایڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ڈاکخانہ اسلامیہ کالج پشاور بشمول نقول سندات ۵ اپریل تک۔ پراسپکٹس کے لئے پرنسپل صاحب کو مخاطب کریں۔

(پ - ٹ ۲/۲۴)

۳۔ پاکستان ایئر فورس میں کمیشن

امیدواران پی اے ایف رکروٹنگ دفتر سے کراچی کوئٹہ لاہور راولپنڈی پشاور حیدر آباد ایبٹ آباد میں ملیں۔ امتحان داخلہ کے بعد انٹر سروسز سیلکشن بورڈ و میڈیکل بورڈ کے پیش ہونا ہوگا۔ آخری انتخاب ایئر ہیڈ کوارٹر کریگا

شرائط۔ عمر یکم اپریل کو ۱۶ تا ۲۲۔ تعلیم میٹرک سائنس یا سینیئر کیمبرج۔ پاکستان نیشنل کمیشن ملنے پر تنخواہ ۴۲۵/- ماہوار۔ ٹسٹ ۳ اپریل انگلش ۴ اپریل ریاضی ۵ اپریل جنرل نالج و جنرل سائنس

(پ - ٹ ۲/۲۴)

زعماء / زعمائے اعلیٰ انصار اللہ توجہ فرمائیں

بعض مجالس کی طرف سے سالِ رواں کیلئے بجٹ کے فارم تکمیل کے بعد ابھی دفتر مرکزیہ میں موصول نہیں ہوئے۔ ان مجالس کے زعماء/زعمائے اعلیٰ سے گذارش ہے۔ کہ ان کی تکمیل پر فوری توجہ فرماتے ہوئے بجٹ فارم جلد مرکز میں بھجوا دیں۔

(برائے قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

پاکستان کا نیا دارالحکومت — اسلام آباد

کسی ملک کا دارالحکومت محض ایک شہر نہیں ہوتا۔ یہ شہروں کا پیشوا بھی ہوتا ہے۔ یہی شہر ملکی انتظام اور عوامی سیاست۔ تجارت اور کاروبار ادب اور فن مذہب اور سائنس کے رہنماؤں کا مرکز ہوتا ہے اسی شہر سے تخلیق کے چشمے پھوٹتے ہیں جن سے قوم میں زندگی کی روح دوڑ جاتی ہے۔ یہ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ قوم کا دل اور اس کی روح ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ دارالحکومت کی فضا ایسی ہو کہ وہ قوم میں توانائی اور بالیدگی پیدا کرنے کی ضامن ہو سکے۔

کمیشن کی اس رپورٹ سے دارالحکومت کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے پاکستان کے قیام کے بعد کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ غیر معمولی حالت میں کیا گیا تھا۔ اس وقت سب سے اہم اور فوری کام یہ تھا کہ پاکستان کو محفوظ رکھا جائے اور ملک کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی تاخیر کے بغیر کام شروع کر دیا جائے حکومت کے پاس نہ اتنا وقت تھا نہ وسائل کہ ضمنی مسئلوں کی طرف توجہ کر سکتی۔ اس وقت صرف تین صوبائی دارالحکومت ایسے تھے جہاں مرکزی حکومت قائم کی جا سکتی تھی مگر تینوں اس کے لئے ناموزوں تھے۔ لاہور سرحد سے قریب تھا۔ ڈھاکہ میں اس وقت اتنی سہولتیں موجود نہیں تھیں کہ وہ صوبائی دارالحکومت بننے کے تمام تقاضے پورے کر سکتا۔ پشاور ملک کے دوسرے حصوں سے اتنا دور تھا کہ اسے بھی منتخب نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان حالات میں کراچی کے انتخاب کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لیکن جلد ہی یہ محسوس کیا گیا کہ کراچی کو پاکستان کے شایان شان دارالحکومت بنانے کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ کراچی کی آب و ہوا ایسی ہے کہ اس میں صحت اور کارکردگی کا اعلےٰ معیار قائم رکھنا ممکن نہیں ہے۔ انسان کی صحت کا دارومدار بڑی حد تک اس فضا پر ہوتا ہے جس میں وہ زندگی گذارتا ہے۔ اور فضا ہمیشہ حرارت، رطوبت اور ہوا کی گردش سے قائم ہوتی ہے یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کسی علاقے کی آب و ہوا اس کے باشندوں کی صحت، بڑی عمر اور کارکردگی کے لئے سازگار ہے یا نہیں۔ انہی تینوں باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ماہروں کی رائے سے کہ ہمارے لئے ایسی آب و ہوا سب سے زیادہ موزوں ہے جس میں مسلسل تبدیلی پیدا ہوتی رہے اور اسی تناسب سے حرارت اور فضا کی رطوبت بھی گھٹتی بڑھتی رہے کیونکہ موسم کی یکسانیت طبیعت میں اکتاہٹ اور تساہل پیدا کر دیتی ہے اور صحت اور کارکردگی دونوں کے لئے مضر ہے۔ گرمی ہو یا سردی کراچی کی آب و ہوا زیادہ تر مرطوب رہتی ہے اور اس میں بہت کم تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور یہی ایک سبب کراچی کو وفاقی دارالحکومت کے لئے ناموزوں قرار دینے کو کافی ہے۔ عالمی ادارہ صحت نے کراچی کے جائزے کے بعد اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ کراچی کی آبادی بہت زیادہ گنجان ہے۔ اگرچہ آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے مگر شہر میں مزید توسیع کی گنجائش نہیں ہے۔ عوام کی صحت کا عام معیار پست ہے اور اس کا سبب صرف اس کی آب و ہوا ہے۔ اسی لئے یہ احساس بہت شدید ہو گیا کہ وفاقی دارالحکومت کو کسی بہتر مقام پر منتقل کرنا ضروری ہے حقیقت یہ ہے کہ کراچی کو مجبوراً پاکستان کا دارالحکومت بنانا پڑا تھا اور اس کے بعد کسی مرحلے پر اسے ملک کا مستقل پایۂ تخت تصور ہی نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ کراچی کا شہر کسی ترتیب یا منصوبے کے بغیر بڑھتا اور پھیلتا رہا ہے۔ شہر کی آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن مکانوں کی شدید قلت ہے۔ صحت صفائی اور شہریوں کے لئے دوسری آسائشوں کا پورا انتظام نہیں ہو سکا۔ جس کے باعث بہت سے معاشرتی مسائل پیدا ہوتے گئے۔ کراچی میں ایک نقص یہ بھی ہے کہ یہ بنیادی طور پر ایک تجارتی اور کاروباری شہر ہے چنانچہ پاکستان کی سابق حکومتیں بھی وفاقی دارالحکومت کو کراچی سے منتقل کرنے کی ضرورت محسوس کرتی رہیں۔ مگر اس سلسلے میں انہوں نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ چند سال پہلے کراچی سے بیس میل شمال مشرق میں گڈاپ کے مقام پر نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ مگر مختلف اسباب کی بناء پر نئے شہر کی تعمیر کا کام شروع نہ کیا جا سکا۔

پاکستان کی نئی حکومت نے بھی اپنے قیام کے بعد صرف تین مہینے کے اندر محسوس کر لیا کہ کراچی ایک اچھے دارالحکومت کی بنیادی خوبیوں سے محروم ہے۔ چنانچہ فوج کے چیف آف جنرل اسٹاف میجر جنرل یحییٰ خاں کی صدارت میں ایک کمیشن قائم کیا گیا ہے کمیشن کو ہدایت کی گئی کہ ہر پہلو سے اس بات کا جائزہ لے کہ کراچی دارالحکومت کے لئے موزوں ہے یا نہیں۔ اور اگر موزوں نہیں ہے تو اس کے لئے کونسی جگہ بہترین ہو گی۔ اس کمیشن نے چھ مہینے کی محنت کے بعد اب ایک مکمل رپورٹ پیش کی ہے جس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ کراچی وفاقی دارالحکومت کے لئے موزوں نہیں ہے۔ کمیشن نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ پاکستان کا کوئی شہر اس طرح نہیں بنایا گیا کہ اسے وفاقی دارالحکومت بنایا جا سکے اگر کسی موجودہ شہر کو پایہ تخت بنانے کا فیصلہ کیا جائے تو سب سے پہلے یہ ضروری ہو گا کہ اس کو گرا کر نئے سرے سے ایک ایسا شہر تعمیر کیا جائے جو دارالحکومت کے تمام تقاضے پورے کر سکے۔ کمیشن کی رو سے بھی کراچی اگرچہ نسبتاً ایک جدید وضع کا شہر ہے مگر یہ کسی منصوبے کے بغیر بے ترتیبی سے بڑھتا رہا۔ کمیشن نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ دارالحکومت کی نشوونما ایک بچے کی طرح ہونی چاہیئے۔ یعنی ابتداء میں زیر تعمیر دارالحکومت آس پاس کے علاقوں سے اچھا اثر قبول کرے

. . . .

اور جب وہ پوری طرح تعمیر ہو جائے تو اپنے آس پاس کے علاقوں کو متاثر کرے اور اسے وقت گذرنے کے ساتھ اس قابل ہونا چاہیئے کہ وہ پوری قوم رہنمائی حاصل کر سکے۔ اسی نقطۂ نظر سے کمیشن نے موزوں ترین جگہ کے انتخاب کے لئے مشرقی اور مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کا پورا جائزہ لیا۔ چونکہ پورے مشرقی پاکستان کی آب و ہوا مرطوب یا نیم مرطوب ہے۔ اور چاٹگام کے پہاڑی علاقوں کے سوا پورے صوبے میں سیلاب کا خطرہ رہتا ہے اس لئے اس صوبہ کا کوئی مقام دارالحکومت کے لئے موزوں نہیں پایا گیا۔ مغربی پاکستان کے متعدد علاقوں کا جائزہ لینے کے بعد کمیشن نے سفارش کی ہے کہ نئے وفاقی دارالحکومت کی تعمیر کے لئے "پوٹھوار" کی سطح مرتفع جو راولپنڈی سے قریباً سات میل پر واقع ہے۔ ہر لحاظ سے موزوں ہے۔ اس علاقے کی آب و ہوا انتہائی صحت بخش ہے۔ یہ سیلاب، سیم اور زلزلوں سے محفوظ ہے دفاعی لحاظ سے بھی اس علاقے کو کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہاں پانی کی فراوانی ہے۔ اور ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں آسانی سے میسر آ سکتی ہیں۔ اور سوئی اور ڈھلیاں کی قدرتی گیس اور مالاکنڈ یا وارسک کی بجلی کسی دشواری کے بغیر وہاں پہنچائی جا سکتی ہے۔ اس علاقے کو سڑکوں، ریلوے لائنوں، تار اور ٹیلیفون کے ذریعے آسانی سے باقی ملک کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ عمارتوں کی تعمیر کے لئے پتھر، اینٹیں اور لکڑی وغیرہ بھی اردگرد کے علاقوں سے کثیر مقدار میں حاصل کی جا سکتی ہے۔ قدرت نے اس علاقے کو حسین اور دلکشی سے بھی مالا مال کیا ہے پوٹھوار کی سطح مرتفع بتدریج سترہ سو فٹ سے ساڑھے چار ہزار فٹ تک بلند ہے۔ اس میں پہاڑیاں اور وادیاں چھوٹے دریا اور شفاف پانی کے چشمے بھی ہیں۔ بعض دریاؤں پر بند تعمیر کر کے مصنوعی جھیلیں بھی بنائی جا سکتی ہیں جن سے اس علاقے کے حسن میں چار چاند لگ جائیں گے۔ پاکستان کے مخصوص جغرافیائی حالات کے پیش نظر اس کا دارالحکومت ایسی جگہ ہونا چاہیئے جہاں اس کے دونوں صوبوں کے باشندے آسانی سے پہنچ سکیں اور ان کے درمیان یگانگت و ہم آہنگی پیدا ہو سکے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ ایک صحت مند قوم کے لئے صحت مند ماحول ضروری ہے۔ (باقی)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کی تدفین (بقیہ صفحہ اول)

شاندار اور نمایاں خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی کہ جن پر آنے والی نسلیں فخر کرتی چلی جائیں گی اور اس طرح آپ کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ آپ ۱۸۸۷ء میں اپنے آبائی وطن جوڑا کلاں تحصیل قصور میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے وہیں پائی ۱۸۹۹ء میں آپ اپنے والد حضرت چوہدری نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی معیت میں قادیان تشریف لائے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۰۱ء میں جبکہ آپ پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے آپ کے والد صاحب محترم نے آپ کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج دیا۔ چنانچہ اس کے بعد دسویں جماعت تک آپ نے یہیں تعلیم پائی۔ بعد ازاں آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور پھر علیگڑھ سے ایم اے کی ڈگری لی۔ ابھی آپ ایف اے میں تعلیم پا رہے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۷ء کے آخر میں فرمایا کہ اب سلسلہ کا کام بڑھ رہا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ بعض نوجوان دور بین ولیک تبلیغ کا کام کرنے کے واسطے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ چنانچہ اس وقت جن خوش نصیب نوجوانوں کو حضور علیہ السلام کے اس ارشاد پر لبیک کہنے کی توفیق ملی ان میں حضرت چوہدری صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ جب آپ کی درخواست حضور کی خدمت میں پیش ہوئی تو اس پر حضور نے اپنے قلم سے "منظور" کا لفظ رقم فرما کر آپ کا وقف قبول فرمایا۔

چنانچہ ایم اے پاس کرنے کے بعد جب آپ قادیان آئے اور ۱۹۱۳ء میں انگلستان میں احمدیہ مشن قائم ہوا جو بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کا پہلا باقاعدہ مشن تھا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلے مبلغ کے طور پر وہاں جانے اور مشن قائم کرنے کا مخصوص اعزاز آپ ہی کے حصے میں آیا۔ آپ جون ۱۹۱۳ء سے اپریل ۱۹۱۶ء تک وہاں نہایت کامیابی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے اس کے بعد اپریل ۱۹۱۹ء میں آپ اعلائے کلمۃ الاسلام کی غرض سے دوسری مرتبہ انگلستان تشریف لے گئے۔ اور مئی ۱۹۲۱ء تک وہاں مقیم رہے۔ اسی دوران میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت خاص لنڈن میں جماعت کی طرف سے ایک قطعہ زمین خریدا جس پر بعد میں مسجد فضل لنڈن تعمیر ہوئی۔ انگلستان سے واپس آنے کے بعد آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت ملکانہ میں امیر المجاہدین کی حیثیت سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جن کے اپنے اور پرائے سب معترف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یورپ تشریف لے گئے اس وقت اس تاریخی سفر میں جن احباب کو حضور کے ہمراہ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں محترم چوہدری صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ اس سفر میں حضور نے مسجد فضل لنڈن کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس طرح آپ کو مسجد فضل لنڈن کی تعمیر کے دو ابتدائی مراحل قطعہ زمین کی خرید اور سنگ بنیاد رکھے جانے کی تقریب میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد ازاں صدر انجمن میں سالہا سال تک ناظر دعوۃ و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے ممتاز عہدوں پر فائز رہنے اور ہر دو لحاظ سے نمایاں اور شاندار خدمات بجا لانے کے بعد آپ یکم اکتوبر ۱۹۵۰ء کو ریٹائر ہوئے۔ آپ کے ریٹائر ہونے پر صدر انجمن احمدیہ نے باقاعدہ ایک ریزولیوشن کے ذریعے آپ کی نمایاں اور شاندار خدمات کا اعتراف کیا۔ اسی دوران میں ۱۹۴۶ء میں آپ پنجاب اسمبلی کے بھی رکن منتخب ہوئے اور اس حیثیت سے آپ نے مسلمانوں کی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ملکی تقسیم کے وقت قادیان میں آپ گرفتار کر لئے گئے اور اس طرح آپ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد ۱۹۵۴ء میں آپ دوبارہ ناظر اصلاح و ارشاد مقرر ہوئے۔ اس وقت سے آپ اسی عہدہ پر فائز تھے۔ اس دوران میں بھی آپ کی خدمات جلیلہ کا ریکارڈ کچھ کم شاندار نہیں ہے آخر دم تک آپ مصروف عمل رہے حتیٰ کہ جس روز آپ کو دل کا دورہ ہوا اس روز بھی آپ نے باقاعدہ دفتر میں حاضر ہو کر کام کیا تھا۔ اس طرح بچپن سے لے کر آخری دم تک آپ کی عمر اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں ہی گذری اور آپ خدمت دین کا فریضہ بجا لاتے ہوئے مولا ئے حقیقی کے حضور حاضر ہوئے نصف صدی کے اس عرصہ میں ہزاروں لوگوں کو آپ کے ذریعے قبول حق کی توفیق ملی۔

آپ نے پانچ فرزند اور آٹھ صاحبزادیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ادارہ الفضل آپ کی وفات پر گہرے رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے جملہ فرزندان اور صاحبزادیوں نیز دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے (۱)،

انصار اللہ کراچی کا سالانہ اجتماع (بقیہ صفحہ ۵)

خدام الاحمدیہ اور اطفال احمدیہ کے لئے الگ الگ دینی معلومات کے پرچے بنائے گئے تھے۔ ان مقابلوں میں بڑی تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

ازاں بعد مکرم چوہدری احمد مختار صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کراچی کے زیر صدارت اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم چوہدری ظفر الحسن صاحب نے کی۔ اس کے بعد جناب ثاقب صاحب زیروی کی ریکارڈ شدہ نظم سنائی گئی۔ بعد ازاں مولوی صدر الدین صاحب گکھڑ نے درثمین سے ایک نظم سنائی اور اس کے بعد حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کا ریکارڈ کیا ہوا پیغام احباب کو سنایا گیا۔ حضرت مولانا صاحب کا پیغام انتہائی توجہ کے ساتھ سنا گیا۔

ازاں بعد مکرم جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے انصار کی ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے نہایت موثر انداز میں انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم خالد صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری افتخار احمد صاحب ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے اطفال کی تربیت کے سلسلے میں مجلس کی مساعی پر روشنی ڈالی۔ اور اطفال کا پروگرام پیش کیا۔ اس کے بعد مجلس انصار اللہ کے ممبروں نے شناخت باری تعالیٰ کے موضوع پر ایک تقریری مقابلہ میں حصہ لیا۔ یہ تقریریں بڑی دلچسپی سے سنی گئیں۔ جج صاحبان مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری۔ چوہدری احمد جان صاحب اور ڈاکٹر مظہر الحق صاحب نے اتفاق رائے مکرم چوہدری عبد المجید صاحب کو اول قرار دیا اس کے بعد احباب کے اصرار پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ کا ریکارڈ کیا ہوا پیغام دوبارہ سنایا گیا۔ بعد ازاں کھانے اور نماز کے لئے جلسہ برخاست کیا گیا۔

دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم عبد الواحد صاحب صدیقی نے کی۔ اور رشید صاحب گجراتی نے حضرت امیر المومنین کے متعلق اپنی ایک نظم سنائی۔ بعد ازاں جناب ثاقب صاحب زیروی کی ریکارڈ کی ہوئی نظم سنائی گئی اس کے بعد مکرم بابو اللہ داد صاحب نے خلافت کی ضرورت کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب نے توکل علی اللہ کے موضوع پر تقریر فرمائی اور نہایت دلکش انداز میں توکل علی اللہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب مربی سلسلہ نے خلافت احمدیہ کی برکات پر تقریر فرمائی۔ جس کے بعد دوسرا اجلاس چائے کے وقفے کے لئے برخاست کیا گیا۔

تیسرا اجلاس مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری کی صدارت میں شروع ہوا تلاوت قرآن مجید مکرم مسعود احمد صاحب خورشید نے کی۔ آفتاب احمد صاحب بسمل نے اپنی ایک نظم پیش کی۔ نظم کے بعد جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی مجلس مرکزیہ نے احباب سے خطاب فرمایا اور قیمتی نصائح فرمائیں۔

لیڈر (بقیہ صفحہ ۳)

دیتے ہیں۔ رسول اللہ کی محبت ہے کہ آپ کے ایک عاشق صادق اور آپ کے دین کے ایک سچے خادم اور آپکے نام لیوا سے آریوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بہتر جانتے ہیں۔ عیسائیو اور یہودیوں سے تو انکی صلح ہو سکتی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب قرار دیتے ہیں لیکن رسول اللہ صلعم کے سچے عاشق اور آپکے دین کے ایک سچے خادم سے انکی صلح نہیں ہو سکتی۔

---

(۴) کہ وہ حضرت چوہدری صاحب موصوف کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلےٰ علیین میں خاص مقام عطا کرے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین اللہم آمین